محمد سعید رمضان البوطی کی کتاب "فقہ السیرۃ النبویۃ" کا منہج و اسلوب

Methodology and Style of Muhammad Saeed Ramzan Al Both's book "Fiqh alseerah Al Nabavia"

عالیہ شاہ[i] پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن[ii]

Abstract

The intellectuals and genuine Scholars from every age down the era of prophet hood have penned down the life of the prophet Muhammad s.a.w. If the history of the biography of the prophet is traced back, it reveals varied styles for different tastes and tendencies. A cursory look on the history of biography of the prophet reveals styles like one developed on Hadith, historical, combinatory, conversational, debatory and jurisprudential. This article is based on jurisprudential in style. It contain syllogism in instructions of Sharia and jurisprudence. This kind of diction is termed as jurisprudence of Seerah. In the contemporary age, a book titled "Fiqah us Seerah un Nabavia" has been penned on the said style. This research article explores the subject and style of the book, the life and works of Muhammad Saeed Ramzan Alboti along with the shortcomings of the book. In the end it contains conclusion and references.

Key words: Muhammad Saeed Ramzan Al Both, Methodology, Fiqh alseerah Al Nabavia

تمہید

سیرت نبوی پر ہر دور میں اہل علم و دانش نے پورے اہتمام کے ساتھ قلم اٹھایا ہے اگر سیرت نگاری کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیرت نویسی کی ابتدائی دور سے لیکر عہد عروج تک متنوع رجحانات، اسالیب و مناہج، مختلف اسباب و محرکات کے پیش نظر معرض وجود میں آئی ہیں۔ دستیاب ذخیرہ سیرت پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے جو چیدہ چیدہ اسالیب ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ان میں محدثانہ، مؤرخانہ، مؤلفانہ، متکلمانہ، مناظرانہ، اور فقیہانہ اسالیب زیادہ نمایاں ہیں۔

مذکورہ بالا اسالیب سیرت نگاری میں سے ایک فقیہانہ اسلوب ہے۔ اس میں سیرت مطہرہ میں پنہاں احکام شریعت، دروس و عبر، بصائر و حکم اور احکام و مسائل وغیرہ کا استنباط و استخراج کیا جاتا ہے۔ اس نہج پر مطالعہ سیرت کو معاصر

---

i لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

ii ڈین فیکلٹی آف آرٹس اینڈ ہیومینیٹیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

دور میں فقہ السیرۃ کا نام دیا گیا ہے۔ دور جدید میں اس نہج پر متعدد اہل علم نے کئی مفید تالیفات تحریر کی ہیں جن میں ایک اہم کتاب شام کے مشہور عالم ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی کی "فقہ السیرۃ النبویۃ" ہے۔

محمد سعید رمضان البوطی کا تعارف

محمد سعید رمضان البوطی کی ذات عالمی سطح پر ایک عظیم دینی مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ عصر حاضر میں وہ اسلامی فلسفے کے سب سے بڑے ترجمان تھے۔ ان کی افکار کی بازگشت پورے عالم اسلام میں سنی جاسکتی ہے۔ دنیا کے ہزاروں علماء داعی اور مفکرین ان کی فکر سے متاثر تھے۔ علامہ بوطی کی ولادت جلیکا نامی بستی میں 1929ء/1347ھ میں ہوئی۔ یہ بستی ترکی میں دریائے دجلہ کے کنارے ایک ایسے مقام پر واقع ہے جہاں شام و عراق کے ساتھ ترکی کی سرحدیں ملتی ہیں۔ ان کے والد رمضان بوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر عالم اور صوفی منش انسان تھے۔ انہوں نے کمال اتاترک کی مخالفت کے سبب 1933ء میں ہجرت کر کے دمشق میں سکونت اختیار کی تھی۔ علامہ بوطی کی ابتدائی تعلیم ان کے والد کے ذریعہ ہوئی جن کی شخصیت اور افکار ان پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی شخصیت کی تشکیل میں ان کے والد کی نظری اور علمی تعلیمات کا کردار سب سے نمایاں تھا۔ ثانوی تعلیم انہوں نے دمشق کے مدارس سے حاصل کی اور ان کی اعلیٰ تعلیم جامعہ ازہر میں ہوئی۔ جہاں آپ نے فیکلٹی آف شریعہ اور فیکلٹی آف عربی لٹریچر سے مختلف ڈگریاں حاصل کیں اور پھر ایک عرصہ تک دمشق یونیورسٹی کی فیکلٹی آف شریعت میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ علمی ذوق انہیں ایک بار پھر جامعہ ازہر لے کر آیا۔ اس بار انہوں نے علوم اسلامیہ میں ڈاکٹریٹ مکمل کی اور دمشق یونیورسٹی میں اپنے سابقہ منصب پر لوٹ آئے اور ایک طویل عرصہ تک مختلف مناصب پر کام کرتے رہے۔ صدر شعبہ اور ڈین فیکلٹی کے منصب کو بھی رونق بخشی۔ آپ نے بے شمار قومی اور بین الاقوامی سیمناروں اور کانفرنس میں شرکت فرمائی اور متعدد علمی اور سماجی تنظیموں کی رکنیت سے سرفراز کئے گئے۔ چنانچہ آپ اردن کے اہل بیت فاونڈیشن برائے فکر اسلامی، آکسفورڈ اکیڈیمی کی سپریم کونسل اور دبئی کی طابہ فاونڈیشن کی مجلس مشاورت کے رکن تھے۔ سابق پوپ کی اہانت آمیز بیان کے خلاف جامع ازہر کی تاریخی قرارداد پر جن اکابر امت نے دستخط فرمائے تھے ان میں شیخ بوطی کا نام سر فہرست تھا[1]۔

میڈیا پر لیکچرز

ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی آپ کے علمی و دینی پروگرام کے کئی سلسلہ بے حد مقبول ہوئے۔ جن میں اقراء چینل، ازہری چینل اور صدقیہ چینل کے علاوہ شام کے کئی سرکاری اور غیر سرکاری چینلز شامل ہیں۔ علامہ بوطی سیاست سے ہمیشہ الگ تھلگ رہے۔ وہ اپنے شاگردوں کو بھی اس سے دور رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ ان کی شخصیت کے دو سب سے نمایاں پہلوؤں میں ایک تو سیاست سے اجتناب تھا اور دوسرا پہلو یہ کہ وہ اپنی تحریر اور تقریر دونوں میں بے حد نرم لہجہ اور پر سکون اسلوب اختیار کرتے تھے۔ ترش گوئی اور تلخ نوائی سے ہمیشہ پرہیز کرتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کی گفتگو اور تحریر بے حد

مضبوط، مدلل اور نقلی و عقلی دلائل سے بھرپور ہوتی تھی۔ ان کے معاصرین میں کوئی بھی عرب عالم ان کی طرح قوی الحجت نہیں تھا۔ ان اوصاف کے سبب ان کے بعض مداحین انہیں امام غزالی سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ شیخ بوطی پر تنقید کرونے والوں کی فہرست بہت لمبی تھی۔ اپنی میانہ روی اور اعتدال پسندی کے سبب وہ مخالفت کا بھی سامنا کرتے تھے لیکن وہ اپنے ناقدین کا کبھی بھی رد نہیں کرتے تھے اور محبین کی جانب سے جواب دینے کے اصرار پر ہمیشہ یہی فرماتے تھے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قوت فکر و نظر اور وسائل تعبیر و بیان دونوں سے نواز ہے لیکن مجھے ڈر رہتا ہے کہ مبادا میرے رد و ابطال میں کہیں میرا نفس نہ شامل ہو جائے۔ مجھے گمراہ باطل اور بدمذہب کہنے والے لوگ اگر اپنے اجتہاد اور نیک نیتی سے ایسا کرتے ہیں تو میں ان کیلئے دعا گو ہوں کہ اللہ انہیں اجر اجتہاسے محروم نہ فرمائے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر مجتہد اجتہاد کرتا ہے اور اپنے اجتہاد میں صائب ہوتا ہے تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور اگر غلطی کرتا ہے تو بھی وہ ایک اجر کا مستحق ہوتا ہے اور اگر ناقدین کا یہ موقف صرف ذاتی و دنیوی مصلحت، حسد اور دشمنی کی بنیاد پر ہے تو ان کیلئے وہی دعا کرتا تھا جو سیدی احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایسے دشمنوں کیلئے کی تھی۔ اگرچہ کہ میں ان کے جوتوں سے لگی ہوئی غبار کے مانند بھی نہیں ہوں بلکہ "جو ہماری جیسی بدخواہی کرتا ہے اس کے ساتھ وہی پیش آئے۔" اپنے شاگروں کو ہمیشہ جدل و مناظرہ سے دور رہنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور بندوں کے بجائے مولیٰ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نصیحت فرماتے تھے اور یہ حدیث پیش کیا کرتے تھے:

"جو خدا کو ناراض کر کے انسان کو ناراض کرتا ہے تو خدا ایسے کو انسان ہی کے حوالے کر دیتا ہے اور جو اللہ کی رضا کیلئے انسانوں کو ناراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کو کافی ہوتا ہے [2]۔"

آپ کی وفات

علامہ محمد سعید رمضان بوطی جمعرات 21 مارچ کو ایک خودکش دہشت گردانہ حملے میں شہید کر دیئے گئے۔ حادثے کے وقت وہ دمشق کی مسجد ایمان میں درس دے رہے تھے۔ جان بحق ہونے والوں میں ان کے ایک پوتے اور 43 طالب علم بھی شامل ہیں۔ وقت شہادت شیخ بوطی کی عمر تقریباً 84 سال تھی اور ان کے درس و تدریس کا سلسلہ زندگی کے آخری لمحے تک جاری رہا حتی کہ مسند درس پر ہی جام شہادت نوش کیا۔ بیت اللہ کے در و دیوار اور منبر و محراب ان کی مظلومیت اور دہشت گردوں کی سفاکیت کے گواہ بن گئے۔ 23/مارچ بروز سنیچر جامع مسجد اموی میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی کے پہلو میں اس مجاہد علم و دانش کو سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کی تصانیف

قوت استدلال اور حجت میں عالم عرب میں ان کی کوئی نظیر نہ تھی۔ علامہ بوطی کی تصنیفات کی تعداد 70 سے زیادہ ہے۔ ان میں سے بعض کتابوں کا ترجمہ کئی کئی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ فلسفہ اور علم کلام آپ کا خصوصی موضوع تھا۔ آپ کی کئی کتابیں اسلامی عقیدے کے اثبات اور مادی فلسفیوں کے رد و ابطال میں ہیں۔ جن میں "کبری الیقینات الکونیہ" کو بڑی شہرت و پذیرائی حاصل ہوئی۔ متعدد مسلم ملکوں میں یہ کتاب نصاب تعلیم کا حصہ ہے۔ علامہ بوطی مسلمانوں کیلئے ائمہ

اربعہ کی تقلید کو ناگزیر سمجھتے تھے۔ اس موضوع پر آپ کی دو مشہور کتابیں ہیں۔ ایک "اللامذھبیة اخطر بدعة تھدد الشریعة الا سلامیة"(غیر مقلدیت ایک ایسی بدعت ہے جو عالم اسلام کیلئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔)اس کتاب میں آپ نے عقلی اور نقلی دلائل سے لامذہبیت کی خرابیوں اور اس کے منفی آثار کی وضاحت کی ہے۔ کتاب میں آپ کا اسلوب بیحد عالمانہ اور فلسفیانہ تھا۔ یہ کتاب بے شمار لوگوں کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنی۔ اس موضوع پر دوسری کتاب "السلفیة مرحلة زمینة مبارکة لا مذھب اسلامی "(سلفیت ایک مبارک زمینی مرحلہ ہے کوئی اسلامی مسلک نہیں ہے۔) یہ کتاب بھی اپنے موضوع پر حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لئے رمضان البوطی نے تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ توجہ دی۔ ان تصنیفات میں قرآن، علوم القرآن، فقہ، فلسفہ اور سیرت وغیرہ جیسے اہم فنون سامنے آتے ہیں۔ اہم تصانیف میں ایک فقہ السیرۃ النبویہ ہے[3]۔

فقہ سیرۃ للبوطی کا تعارف

یہ سیرت رسول ﷺ پر ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی کی مشہور تالیف ہے، جس کا اصل نام "فقہ السیرۃ النبویہ مع موجز لتاریخ الخلافۃ الراشدۃ" ہے۔ یہ ایک منفرد اور جامع کتاب ہے۔ متعدد ایڈیشن چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں تاہم زیر مطالعہ کتاب، پندرواں ایڈیشن ہے۔ جو 1426ھ/ میں شائع ہوا جسے "دار لفکر، دمشق" سے شائع کیا گیا۔ کل 400 صفحات ہیں تین مقدمات ہیں پہلے دو کا تعلق طباعت اور مصنف کی مافی ضمیر نگارشات سے ہے جبکہ دوسرا مقدمہ کتاب "فقہ السیرۃ" کی مباحث کا تمہیدی مقدمہ ہے۔ کتاب کے اخیر میں فہارس کا اضافہ کرتے ہوئے دو طرز کی فہرستیں مرتب کی گئی ہیں۔ اول بعنوان "فہرس ابحاث الکتب "اور دوسرا بعنوان: فہرس الموضوعات الفقھیۃ" ہے۔ ہر دو فہرست کتاب کے مضامین پر عمومی لحاظ سے عمدہ رہنمائی کرتی ہے[4]۔

وجہ تالیف

اس کتاب کی تالیف میں ڈاکٹر محمد رمضان البوطی کا اس نظر و فکر کا محاسبہ کرنا تھا جس نے امت مسلمہ کے ہاں سیرت کے حوالے سے سائنسی رجحانات کو فروغ دے کر نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو بطور صرف ایک داعی مذہب کی صورت میں پیش کیا تھا۔ انہی اسباب و محرکات کے تناظر میں شیخ البوطی لکھتے ہیں:

> كثيرون هم الذين حلّلوا حياة رسول الله صلّى الله عليه وسلم في كتاباتهم، على أنها عظمة إنسانية مجردة، كالتي اتّصف بها كثير من القادة والرجال الذين خلوا من قبله وجاؤوا من بعده؛ وكثيرون هم الذين أصرّوا على أن يفهموا الناس أن الفتح الإسلامي الذي قاده رسول الله؛ إنما هو ثورة يسار اقتصادي ضدّ يمين متطرف! .. وكثيرون هم الذين أوهموا الناس، أو حاولوا أن يوهموهم، أن الدوافع الخفية التي قادت رسول الله ومن معه إلى ما صنع، إنما تتمثل في الرغبة الطامحة إلى نقل الزعامة والسيادة من أيدي الأعاجم إلى أيدي العرب. وجنّدت لهذه الأغراض أقلام، ونثرت ابتغاء تحقيق ذلك أعطيات وأموال؛ ورشح مؤلف هذا الكتاب ذاته في يوم من الأيام، لسلوك هذا الطريق وكتابة سيرة رسول الله بالطريقة التي تخدم هذه الأغراض، وطلب منه ذلك مباشرة وعلانية[5]

"بہت سے اصحابِ قلم نے اپنی تحریروں میں حیات رسول ﷺ کا تجزیہ اس طرح کیا ہے کہ بس وہ ایک انسانی عظمت معلوم ہوتی ہے، ویسی ہی جس طرح بہت سے رہنما اور شخصیتیں آپ سے پہلے متصف تھیں اور آپ کے بعد بھی ہوئیں۔ بہت سوں نے لوگوں کا بتاکید یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اسلام کو جو غلبہ نصیب ہوا وہ محض اقتصادی میدان میں انتہا پسند دائیں بازو کے خلاف بائیں بازو کی بغاوت تھی۔ بہت سے نام نہاد محققین نے لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ رسول اللہ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے جو کارنامہ انجام دیا، اس کے پس پردہ محض یہ محرک کار فرما تھا کہ قیادت، سیاست عجمیوں کے ہاتھ نکل کر عربوں کے ہاتھ آجائے۔ اس مقصد کی برآوری کے لئے قلموں کو خریدا گیا اور ان دولت نچھاور کی گئی۔ اس زمانے میں خود اس کتاب کے مصنف کو پیش کش کی گئی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت ایسے انداز سے لکھے کہ مذکورہ مقصد پورا ہو سکے اس کا مطالبہ اس سے براہ راست اور اعلانیہ کیا گیا۔"

مرتب کرتے وقت درج ذیل اسلوب اپنایا ہے۔

قرآن سے استدلال

واقعات سیرت ذکر کرتے وقت قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں اور متعدد مقامات پر قرآن کریم سے استدلال کرتے ہیں مثلاً باب باندھتے ہیں، شریعتِ محمدی کا تعلق سابقہ آسمانی شریعتوں سے ہے اور سورۃ شوریٰ کی آیت بطور دلیل پیش کرتے ہیں: شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ اس کتاب کی تالیف میں ڈاکٹر محمد رمضان البوطی کا اس نظر و فکر کا محاسبہ کرنا تھا جس نے امت مسلمہ کے ہاں سیرت کے حوالے سے سائنسی رجحانات کو فروغ دے کر نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو بطور صرف ایک داعی مذہب کی صورت میں پیش کیا تھا۔

نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلا تَتَفَرَّقُوا [6]

اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور جسے اے محمد اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعے سے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دے چکے ہیں، اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ[7]۔

احادیث صحیحہ سے استدلال

سیرت نگاری کے جدید رجحانات کے تناظر میں دیکھا جائے تو اہل علم حضرات اور محققین نے اس بات کا خصوصی اہتمام شروع کیا ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کی تاریخ اور واقعات کی روایات میں صحت کا اعتبار لازمی کیا جائے۔ اس رجحان کو اپناتے ہوئے شیخ البوطی نے بھی "فقہ السیرۃ" میں ان واقعات و روایات کا انتخاب کیا ہے جو صحت کے اعتبار سے ثابت ہیں اور جرح و تعدیل کے تناظر میں قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں۔ مثلاً خدیجہؓ کے فضائل و مناقب ذکر کرتے ہیں [8] :

روى البخاري ومسلم أن عليا رضي الله عنه سمع رسول الله صلّى الله عليه وسلم يقول: «خير نسائها مريم بنت عمران وخير نسائها خديجة بنت خويلد»[9]

اشعار سے اسدلال

نثری سیرت نگاری کی ذیل میں منظوم سیرت مبارکہ ذکر کرنا۔ حسین ہیکل کی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حسین ہیکل کی کتاب "لائف آف محمد، Life Of Muhammad میں مصنف نے صراحت کی ہے کہ اس نے محمد ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ صرف سائنس کی روشنی میں کیا ہے۔ اس کے مطابق آپ ﷺ کی زندگی میں نا کوئی خارق عادت واقعہ ہے نا معجزہ۔ اگر ہے تو وہ صرف قرآن ہے اس سلسلے میں مصنف نے بوصیری کے اس شعر سے استدلال کیا ہے۔

لم يمتحنا بما تعي العقول به حرصا علينا فلم نرتب ولم نهم

"آپ نے ہمارا خیال کرتے ہوئے ہمیں ایسی چیزوں سے نہیں آزمایا جو عقل کی حدود سے ماوراء ہو چنانچہ ہم نے سوال کیا، نہ غلطی کی۔"

سعید رمضان البوطی جواب دیتے ہیں لکھتے ہیں:

ونسي أن يقف عند قوله في القصيدة ذاتها جاءت لدعوته الأشجار ساجدة تمشي إليه على ساق بلا قدم[10]

"لیکن اس قصیدے میں موجود ایک دوسرے شعر کو وہ فراموش کر گئے۔ آپ نے درختوں کو بلایا تو وہ بغیر قدم کے اپنے تنوں پر آپ ﷺ کے پاس آ گئے اور سجدہ کیا۔"

اور سیرت کی بنیادی کتب مثلاً سیرت ابن ہشام، عیون الاثر، تاریخ طبری، نیل الاوطار، فتح الباری اور کئی کتب فقہ سمیت، بہت ساری بنیادی کتابوں سے بطور ماخذ استفادہ کیا ہے۔

دروس و عبر کی خصوصیت

فقہ السیرۃ کا یہ ایک خاصہ ہے کہ اس میں قارئین کے لئے واقعات سیرت سے جو درس ملتا ہے اس پر شیخ البوطی کی گہری توجہ دکھائی دیتی ہے۔ واقعاتِ سیرت سے حاصل ہونے والے درس کو اس قدر وضاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کہ افہام و تفہیم میں کسی قسم کا اشکال باقی نہیں رہتا۔ اس حوالے سے "فقہ السیرۃ" کا جہاں کہیں سے بھی مطالعہ کیا جائے اس میں فہم و ادارک قاری کو باسانی حاصل ہو جاتا۔ شیخ البوطی نے چونکہ دروس سیرت کا خصوصی اہتمام کیا ہے اس حوالے وہ لکھتے ہیں:

وبهذا نكون قد وفقنا لجعل هذا الكتاب مصدرا وافيا لسيرة رسول الله صلّى الله عليه وسلم وخلفائه الراشدين، مع التحليل الذي يضع القارئ أمام فقه ذلك كله، ويصله بالمعاني والمبادى التي تعدّ ثمرة هذه الدراسة، وأهم الأغراض التي ينبغي أن تقصد من ورائها. والفضل أولا وآخرا في هذا التوفيق لله عزّ وجلّ وحده[11]

"اس طرح یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا ایک جامع اور معتبر ماخذ بن گئی ہے۔ اس میں واقعات کا جس انداز سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس سے قاری باسانی دروس مستنبط کرنے اور اصول و معانی کا فہم حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہی اس مطالعے کا حاصل اور اصل مقصد ہے۔ اس کی تالیف کے ہر مرحلے میں اللہ تعالی کا فضل شامل رہا ہے۔"

"فقہ السیرہ" کے مطالعے سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ شیخ البوطی نے مقدمے میں جس بات کا اقرار کیا ہے وہ کتاب کے مطالعے میں اسے ویسا ہی پایا گیا ہے۔

فضائل ومناقب کا خصوصی اہتمام

فضائل و مناقب کا ذکر کرنا ابتداء اسلام سے مفکر و مصلحین کا شیوا رہا ہے۔ عہد رسالت میں تا حال ہر دور میں راویوں اور محققین نے ذکرِ فضائل و مناقب کے باب میں گراں قدر خدمات پیش کی ہیں۔ ان فضائل و مناقب میں آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس اور آپ سے متعلق اشیاء کی اہمیت شامل ہے۔ شیخ البوطی کے اختیار کردہ منہج واسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ روایت کو قائم رکھتے ہوئے آپ نے فضائل و مناقب کے ذکر کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ "فقہ السیرۃ" کے مطالعے سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شیخ البوطی نے بھی متعدد مقامات پر مختلف فضائل و مناقب کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً شیخ البوطی ابتداء ہی میں نبی کریم کے نسب مطہرہ اور اہل عرب کے فضائل ذکر کرتے ہیں لکھتے ہیں:

فيما أوضحناه من نسبه الشريف صلّى الله عليه وسلم، دلالة واضحة على أن الله سبحانه وتعالى ميز العرب على سائر الناس، وفضل قريشا على سائر القبائل الأخرى[12]

"نبی اکرم ﷺ کے نسب مبارکہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے عربوں کو تمام انسانوں سے ممتاز فرمایا اور عربوں میں بھی قریش کو دیگر قبائل پر فضیلت بخشی تھی۔"

مزید لکھتے ہیں:

ذلك لأن الحقيقة العربية القرشية، قد شرف كل منها- ولا ريب- بانتساب رسول الله صلّى الله عليه وسلم إليها[13]

"اس لئے عربوں اور ان میں سے قریش کو شرف اور فضیلت محض رسول اللہ ﷺ کی ان کی طرف نسبت کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔"

اس طرح عہد مکی سے متعلق مباحث میں ام المومنین خدیجہ الکبریٰؓ کے فضائل و مناقب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأما فضلها ومنزلتها في حياة النبي صلّى الله عليه وسلم فلقد ظلت لخديجة مكانة سامية عند رسول الله صلّى الله عليه وسلم طوال حياته، وقد ثبت في الصحيحين أنها خير نساء زمانها على الإطلاق.

روى البخاري ومسلم أن عليا رضي الله عنه سمع رسول الله صلّى الله عليه وسلم يقول:خير نسائها مريم بنت عمران وخير نسائها خديجة بنت خويلد[14]

"جہاں تک نبی کریم ﷺ کی حیات میں خدیجۃالکبریٰؓ کی قدر و منزلت کا سوال ہے تو واقعہ یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی میں بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔ صحیحین کی روایت ہے کہ خدیجہؓ علی الاطلاق اپنے زمانے کی بہترین خاتون تھیں۔ علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اُن خواتین میں سب سے بہتر مریم بنت عمران تھیں اور ان خواتین میں سب سے بہتر خدیجہؓ بنت خویلد ہیں۔"

مخالفین اسلام کے پروپیگنڈوں کا جواب

ابتدائے اسلام سے ہی اسلامی نظریات کو مخالفین کا سامنا رہا ہے۔ عہد رسالت میں مشرکین و منافقین کی جانب سے مختلف قسم کی تہمتیں نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک اور شریعت اسلامی پر لگائی جاتی رہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ کو معاذ اللہ جادو گر اور قرآن کریم کو سحر سے تشبیہ دی گئی ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سبھی طرح علوم و فنون میں ترقی ہوئی معترضین نے مشنریوں اور مستشرقین کی صورت میں اسلام کی اساسیات پر تنقید جاری رکھی۔ انہی افراد کے سد باب کے لئے شیخ البوطی نے اپنی کتاب "فقہ السیرۃ" میں ان کے سوالات اور پیش کردہ اشکالات کو مد نظر رکھ کر جگہ جگہ پر ان کی اصلاح کی ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

وفي هذا ما يلجم أفواه أولئك الذين يأكل الحقد أفئدتهم على الإسلام وقوة سلطانه، من المبشرين والمستشرقين وعبيدهم الذين يسيرون من ورائهم، ينعقون بما لا يسمعون إلا دعاء ونداء، كما قال الله عز وجل[15]

"یہ تفصیلات ان لوگوں کا منہ بند کرنے لئے کافی ہیں جن کے دلوں میں اسلام کی قوت و عظمت دیکھ کر سانپ لوٹتے ہیں۔ یہ عیسائی مبلغین ہیں یا مستشرقین یا ان کے زر خرید غلام۔ ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی چرواہا جانور کو پکارتا ہے اور وہ ہانک پکار کے علاوہ کچھ نہیں سنتے۔"

مزید لکھتے ہیں:

ومعلوم أن المبشرين ومعظم المستشرقين، هم الخصوم المحترفون للإسلام، يتخذون القدح في هذا الدين صناعة يتفرغون لها ويتكسبون منها كما هو معلوم[16]

"یہ چیز معلوم اور یقینی ہے کہ عیسائی مبلغین اور مستشرقین اسلام کے ازلی دشمن ہیں انہوں نے اس دین پر طعن کرنے کو پیشہ بنالیا ہے، جس سے ان کی روزی روٹی وابستہ ہے اور اسلام میں کیڑے نکالنا ان کا شب و روز کا وطیرہ ہے۔"

سیرۃ النبی ﷺ کے حوالے سے جہاں کہیں مستشرقین اور مشنریوں نے اشکالات پیدا کئے ہیں اور اہل اسلام کی نظر میں نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا داغ دار کرنے کی کوشش کی ہے شیخ البوطی نے وہاں ان کا رد کیا ہے اور سیرت طیبہ کے نقوش کی پاکیزگی اور کاملیت کی نشاندہی کی ہے۔

تدریسی اسلوب

مصنف اپنی کتاب میں جس پیرائے میں گفتگو کرتا ہے وہ کسی نہ کسی اسلوب کے تحت ہوتا ہے اور کتاب کی تالیف و تصنیف میں اس اسلوب کا خاطر خواہ خیال رکھتا ہے۔ تصنیف میں اگرچہ بسا اوقات تحریر کے مختلف اسالیب مثلاً فقہی، تجزیاتی ،ادبی، تدریسی، تنقیدی، روایاتی، مطالعاتی وغیرہ سامنے آتے ہیں مگر عموماً جس اسلوب کو مختار رکھتا ہے اسے مرکزی اسلوب کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ شیخ البوطی کی "فقہ السیرۃ" کا بنظر غائر مطالعہ اس میں تدریسی اسلوب کی مرکزیت واضح ہوتی ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

فقد فضلت أن أسير في كتابة هذه البحوث على المنهج المدرسي القائم على استنباط القواعد والأحكام، مبتعدا عن المنهج الأدبي التحليلي المجرد، وإن كان لكلّ مزيته وفائدته، ذلك لأن المجال الذي أقدم فيه الكتاب (وهو المجال الجامعي) إنما ينسجم ويتفق مع الطريقة الأولى[17]

"میں نے ان مباحث کو لکھتے وقت خالص تجزیاتی و ادبی اسلوب سے احتراز کرتے ہوئے تدریسی اسلوب اختیار کیا ہے۔ جس میں واقعات بیان کرنے کے بعد ان سے احکام اور اصول مستنبط کئے جاتے ہیں، اس لئے کہ جس حلقے میں یہ کتاب پیش کی جارہی ہے وہ مؤخر الذکر اسلوب کے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔"

معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے اپنے بیان کردہ تدریسی اسلوب کے موافق کوئی عنوان تجویز کرکے اس پر مرویات یا تاریخی واقعات کو ذکر کرتے ہیں اس کے بعد العبر والعظات کے نام سے دروس و نتائج کا ذکر کرتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے عام فہم انداز میں قاری کی سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں ماخوذ احکام و مسائل کی رہنمائی کرتے ہیں۔

کتاب کے کمزور پہلو

جہاں عمدگی کے اعتبار سے فقہ السیرۃ بہترین کتاب ہے وہاں کچھ پہلو کمزور بھی نکلتے ہیں یہاں امام شافعی کا قول نقل کرنے سے بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ قول کچھ یوں ہے۔امام بیہقی نے امام ربیع بن سلیمان المصری کی بات نقل کی ہے:

"میں نے امام شافعیؒ کے قیام مصر کے دوران میں تصنیف کی گئی کتاب الرسالہ کم و بیش تیس بار پڑھی اور آپ (امام شافعیؒ) ہر مرتبہ اس کی تصحیح فرماتے رہے بالآخر امام شافعیؒ نے فرمایا: اب چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ اس کی کتاب (قرآن مجید) کے علاوہ کوئی دوسری کتاب صحیح ہو[18]۔"

نبی کریم ﷺ کی ابتدائی زندگی کے بارے میں البوطی لکھتے ہے :

يدل ما اتفق عليه رواة السيرة النبوية من أن منازل حليمة السعدية عادت ممرعة مخضرّة بعد أن كانت مجدبة قاحلة، وعاد الدرّ حافلا في ضرع ناقتها الكبيرة المسنة بعد أن كان يابسا لا يتندى بقطرة لبن، يدل ذلك على علوّ شأن رسول الله صلّى الله عليه وسلم ورفعة مرتبته عند ربّه حتى عندما كان طفلا صغيرا كغيره من الأطفال.---------------[19]

"تمام اصحاب سیر کا اتفاق ہے کہ قبیلہ بنو سعد کے علاقے میں اس سال خشک سالی تھی، کھتیاں سکھ گئی تھیں۔ اور چارہ نہ ملنے کی وجہ سے جانور دودھ نہ دیتے تھے۔ نبی کریم ﷺ جوں ہی حلیمہ سعدیہ کے گھر پہنچے اور ان کی گود میں سکون پایا، ان کے گھر کے ارد گرد سرسبزی اور ہریالی آگئی۔ چنانچہ ان کی بکریاں روزانہ شام کو شکم سیر ہو کر آتی تھیں اور ان کی چھاتیاں دودھ سے بھری ہوتی تھیں۔"

علامہ البانی فرماتے ہیں کہ اس میں دو باتیں قابل گرفت ہیں:

1. ڈاکٹر موصوف سے قبل کسی نے مذکورہ واقعہ کے سلسلے میں راویانِ سیرت کے اتفاق و اجماع کا دعویٰ نہیں کیا، اس لئے اس دعویٰ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔
2. یہ واقعہ کسی قوی سند سے مروی نہیں ہے۔

اس کی سب سے مشہور سند یہ ہے: محمد بن اسحاق عن جهم بن جهم عن عبدالله بن جعفر عن حليمة بنت الحارث السعدية

اس سند سے اس کی تخریج ابو یعلیؒ، ابن حبانؒ، ابو نعیمؒ اور بیہقیؒ نے کی ہے۔ یہ سند ضعیف ہے۔ اس میں دو علتیں ہیں:

1. اس میں اضطراب ہے۔ اس کے ایک طریق میں عنعنہ ہے۔ دوسرے طریق میں اگرچہ 'تحدیث' کی صراحت ہے، لیکن ساتھ ہی یہ مذکور ہے کہ جہم نے عبداللہ بن جعفر سے عبداللہ نے حلیمہ سے براہ راست نہیں سنا۔ اس طرح پہلے طریق میں ایک جگہ (ابن اسحاق اور جہم کے درمیان) اور دوسرے طریق میں دو جگہوں پر انقطاع ہے۔
2. اس روایت کی بنیاد جہم بن ابی جہم پر ہے، جو ذہبیؒ کے مطابق مجہول ہے۔ ابن حبانؒ نے اگرچہ اس کا تذکرہ کتاب الثقات میں کیا ہے، لیکن ان کے بارے میں معروف ہے کہ وہ مجہول راویوں کو بھی ثقہ قرار دے دیتے ہیں۔ ابو نعیمؒ نے اس واقعہ کو دیگر سندوں سے روایت کیا ہے، لیکن دونوں میں واقدی ہے جو کذاب ہے[20]۔

میثاق مدینہ

ہجرت کے بعد مسلمانوں اور یہود کے درمیان جو معاہدہ طے پایا تھا اس کی تفصیلات بیان کرتے ڈاکٹر بوطی نے لکھا ہے:

روى ابن هشام أن النبي عليه الصلاة والسلام لم تمض له سوى مدة قليلة في المدينة حتى اجتمع له إسلام عامة أهل المدينة من العرب، ولم يبق دار من دور الأنصار إلا أسلم أهلها، عدا أفرادا من قبيلة الأوس، فكتب رسول الله صلّى الله عليه وسلم كتابا بين المهاجرين والأنصار وادع فيه اليهود وعاهدهم، وأقرهم على دينهم وأموالهم وشرط لهم واشترط عليهم.ـــــــــ[21]

"ابن ہشام نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان معاہدہ کی ایک دستاویز تیار کی۔ اس میں یہود کو بھی شریک کیا اور ان سے بھی معاہدہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنے مذہب پر قائم اور اپنے مال و جائداد کا مالک رہنے دیا اور ان کے کچھ حقوق اور فرائض مقرر کئے۔"

مزید لکھتے ہیں:

وقد ذكر ابن إسحاق هذا الكتاب بدون إسناد، وذكره ابن خيثمة فأسنده: حدثنا أحمد بن جناب أبو الوليد، ثنا عيسى بن يونس، ثنا كثير بن عبد الله بن عمرو المزني عن أبيه عن جده أن رسول الله عليه الصلاة والسلام كتب كتابا بين المهاجرين والأنصار، فذكر نحو ما ذكره ابن إسحاق[22]

"ابن اسحاق نے اس دستاویز کو بغیر سند کے اور ابن خیثمہؒ نے سند کے ساتھ ابن اسحاق سے بیان کیا ہے۔ سند کچھ اس طرح ہے:

حدثنا احمد بن خباب ابو الوليد، حدثنا عيسىٰ بن يونس ، حدثنا كثير بن عبدالله بن عمرو المزنى عن ابيه عن جده [23]

امام احمد نے بھی اس دستاویز کو اپنی مسند میں سند کے ساتھ بیان کیا ہے: حدثنا عباد عن حجاج عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي صلّى الله عليه وسلم كتب كتابا بين المهاجرين والأنصار[24]

علامہ البانی ڈاکٹر بوطی کے اس بیان میں کئی باتیں قابل گرفت قرار دیتے ہیں:

1. ابن ہشام نے یہ روایت ابن اسحاق سے بغیر سند کے نقل کی ہے اس بنا پر یہ معضل ہوئی۔ ابن کثیر نے بھی اسے ابن اسحاق کے واسطے سے نقل کیا ہے۔ لیکن خلاف عادت اس کی تخریج کے سلسلے میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہیں کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیرت اور اسانید کے ماہرین کے نزدیک یہ روایت مشہور نہیں ہے۔
2. صحیح نام ابن خیثمہ نہیں ابن ابی خیثمہؒ ہے۔
3. ابن ابی خیثمہؒ کی سند میں کثیر بن عبداللہ بن عمرو المزنی بہت ضعیف ہے۔ امام ذہبیؒ نے کتاب "الضعفاء والمتروکین" میں اس بارے میں اس کے بارے میں لکھا ہے:

"امام شافعی نے جھوٹ کا ایک ستون (رکن من ارکان الکذب) قرار دیا ہے۔ ابن حبانؒ نے فرمایا ہے: "اس نے عن ابیہ عن جدہ کی سند سے گھڑی ہوئی حدیثوں کا ایک مجموعہ مرتب کر رکھا تھا"۔ دوسرے ناقدین حدیث نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔"

4. امام احمدؒ سے مروی روایت کی سند بھی ضعیف ہے۔ حضاج سے مراد حجاج بن ارطاۃ ہے۔ اس بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے التقریب میں لکھا ہے: "سچے ہیں لیکن کثرت سے تدلیس کرتے ہیں" ان کے بارے میں مسند احمد کے محقق شیخ عبدالرحمن البنا کو وہم ہو گیا ہے، انہوں نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا اور ان کی وجہ سے اس سند کو صحیح قرار دیا ہے[25]۔

غزوۂ تبوک کا تذکرہ

ڈاکٹر بوطی نے عمرؓ کے بقول بیان کیا ہے:

وجاء أبو بكر رضي الله عنه بكل ماله، وجاء عمر بنصف ماله، روى الترمذي عن زيد بن أسلم عن أبيه قال: «سمعت عمر بن الخطاب يقول: أمرنا رسول الله صلّى الله عليه وسلم أن نتصدق ووافق ذلك عندي مالا، فقلت اليوم أسبق أبا بكر، إن سبقته يوما. قال: فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلم: ما أبقيت لأهلك؟ قلت: مثله. وأتى أبو بكر بكل ما عنده، فقال: يا أبا بكر ما أبقيت لأهلك؟ فقال: أبقيت لهم الله ورسوله، قلت: لا أسبقه إلى شيء أبدا[26]

"اس وقت میرے پاس خوب مال تھا میں نے سوچا آج میں ابو بکر سے بڑھ سکتا ہوں۔ میں اپنا نصف مال لے کر خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔۔۔۔۔ ابو بکر کے پاس جو کچھ تھا سب لے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے دریافت کیا! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔"

یہ واقعہ بیان کر کے انہوں نے اس پر حاشیہ میں لکھا ہے:

رواه الترمذي والحاكم وأبو داود. وفي سنده هشام بن سعد عن زيد بن أسلم وقد ضعفه الإمام أحمد والكسائي. واعتبره الحافظ ابن حجر من المرتبة الخامسة، فقال عنه: صدوق له أوهام، إلا أن الذهبي نقل عن أبي داود أنه أثبت الناس إذا روى عن زيد بن أسلم كما في هذا الحديث ونقل عن الحاكم أن مسلما أخرج له في الشواهد[27]

"اسے ترمذیؒ، حاکمؒ اور ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے۔ اس سند میں ایک راوی ہشام بن سعد ہے۔ اس نے اس روایت کو زید بن اسلم سے روایت کیا ہے۔ ہشام کو امام احمدؒ اور نسائی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس کا شمار پانچویں درجے میں کیا ہے اور اس کے بارے میں ابوداؤد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "وہ معتبر ہے اگر زید بن اسلم سے روایت کرے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے "اسی طرح انہوں نے حاکمؒ سے روایت کیا ہے کہ امام مسلم نے بطور شاہد اس سے تخریج کی ہے۔"

اس پر علامہ البانی کے کچھ تحفظات ہیں:

"لکھتے ہیں بوطی اس حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں لیکن متن میں لکھا ہے: اگر یہ حدیث صحیح ہے!!!" اور آگے اس واقعہ سے نتائج مستنبط کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس روایت میں ضعف کے احتمالات ہیں۔۔۔"

لیکن البانیؒ اُسے ضعیف نہیں سمجھتے، وہ کہتے ہیں:

"ڈاکٹر بوطی کا اس حدیث کو ضعیف قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ علم جرح و تعدیل اور تراجمِ رجال سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ کسی راوی کے متکلم فیہ ہونے سے اس کی حدیث درجہ ضعف میں نہیں پہنچ جاتی، بلکہ وہ صحت و ضعف کے درمیان یعنی حسن رہتی ہے۔ ہشام بن سعد کا بھی یہی معاملہ ہے، خاص طور پر ان کی وہ حدیثیں جنہیں وہ زید بن اسلم سے روایت کریں۔ ان کی حدیثوں کو ترمذیؒ، حاکمؒ اور ذہبیؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے ان کی حدیث کو اپنی صحیح میں صیغہ جزم کے ساتھ تعلیقاً ذکر کیا ہے اور اس سے استدلال کیا ہے۔ اسی لئے میں نے اس کی تخریج "صحیح ابوداؤد" میں کی ہے۔[28]"

خلاصہ بحث

سیرت رسول ﷺ پر ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی کی مشہور تالیف "فقہ السیرۃ" ایک منفرد اور جامع کتاب ہے۔ متعدد ایڈیشن چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں تاہم زیر مطالعہ کتاب پندرواں ایڈیشن ہے۔ "فقہ السیرۃ" کا یہ ایک خاصہ ہے کہ اس میں قارئین کے لئے واقعات سیرت سے جو درس ملتا ہے اس پر شیخ البوطی کی گہری توجہ دکھائی دیتی ہے۔ واقعاتِ سیرت سے حاصل ہونے والے درس کو اس قدر وضاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کہ افہام و تفہیم میں کسی قسم کا اشکال باقی نہیں رہتا۔ اس حوالے سے "فقہ السیرۃ" کا جہاں کہیں سے بھی مطالعہ کیا جائے اس میں فہم وادراک قاری کو باسانی حاصل ہو جاتا ہے۔ جہاں عمدگی کے اعتبار سے فقہ السیرۃ بہترین کتاب ہے وہاں کچھ پہلو کمزور بھی نکلتے ہیں۔ امام ربیع بن سلیمان المصری لکھتے ہیں:

"میں نے امام شافعیؒ کے قیام مصر کے دوران میں تصنیف کی گئی کتاب الرسالہ کم و بیش تیس بار پڑھی اور آپ (امام شافعیؒ) ہر مرتبہ اس کی تصحیح فرماتے رہے بالآخر امام شافعیؒ نے فرمایا: اب چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ اس کی کتاب (قرآن مجید) کے علاوہ کوئی دوسری کتاب صحیح ہو۔"

حواشی وحوالہ جات

1 https://www.taemeernews.com/2013/03/Mohamed-Said-Ramadan-Al-Bouti.html,13/april/2021

2 Ibid

3 Ibid

4 Ibid

5 ڈاکٹر محمد سعید رمضان، فقہ السیرۃ البنویہ: 8، مکتبہ دار الفکر، دمشق، 1426ھ

Dr. Mohammad Saeed Ramzam, Fiqh Al-Seerah Al-Nabviya, Maktaba Darul Fikar, Demosscuss, 1426 H, Page: 8

6 سورۃ الشوریٰ42: 13

Surah Al-Shura 42: 13

7 فقہ السیرۃ البنویہ: 34

Fiqh Al-Seerah Al-Nabviya, Page: 34

8 نفس مصدر:52

Ibid, Page: 52

9 امام بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، حدیث(3432) دار ابن کثیر، بیروت، 1407ھ

Imam Bukhari, Abu Abdullah Mohammad bin Ismail, Sahih Bukhari, Dar Ibn Kathir, Beirut, 1407 H, Hadith (3432)

10 فقہ السیرۃ النبویہ:10

Fiqh Al-Seerah Al-Nabviya, Page: 10

11 نفس مصدر:8

Ibid, Page: 8

12 فقہ السیرۃ النبویہ:45

Fiqh Al-Seerah Al-Nabviya, Page: 45

13 نفس مصدر

Ibid

14 فقہ السیرۃ النبویہ:45

Fiqh Al-Seerah Al-Nabviya, Page: 45

15 نفس مصدر: 53

Ibid, Page: 53

16 فقہ السیرۃ النبویہ:54

Fiqh Al-Seerah Al-Nabviya, Page: 54

17 نفس مصدر: 12

Ibid, Page: 12

18 امام بیہقی، احمد بن حسین، مناقب شافعی 2: 36، دار ابن کثیر، بیروت، 1407ھ

Imam Byhaqi, Ahmad bin Hussain, Manaqib Shafi, Dar Ibn Kathir, Beirut, 1407 H, Vol: 2, Page: 36

19 فقہ السیرۃ البنویہ: 46

Fiqh Al-Seerah Al-Nabviya, Page: 46

20 محمد ناصر الدین البانی، دفاع عن الحدیث النبوی والسیرۃ: 62، مکتبہ الخافقین دمشق، 2008ء

Mohammad Nasiruddin Al-Bani, Difa unil Hadith Al-Nabavi wal Seerah, Maktabal Khafaqeen, Demosscuss, 2008, Page: 62

21 فقہ السیرۃ البنویہ: 150

Fiqh Al-Seerah Al-Nabviya, Page: 150

22 نفس مصدر

Ibid

23 ابن سید الناس، عیون الاثر 1: 198، دار ابن کثیر، بیروت، 1407ھ

Ibn Sayyed Al-Nas, Uyoonal Asar, Dar Ibn Kathir, Beirut, 1407 H, Vol: 1, Page: 198

24 فقہ السیرۃ البنویہ: 150

Fiqh Al-Seerah Al-Nabviya, Page: 150

25 دفاع عن الحدیث النبوی والسیرۃ: 80-82

26 فقہ السیرۃ البنویہ: 296

Fiqh Al-Seerah Al-Nabviya, Page: 296

27 نفس مصدر

28 دفاع عن الحدیث النبوی والسیرۃ: 88-89

Difa unil Hadith Al-Nabavi wal Seerah, Page: 88-89